Lesson 10. Al-Baqarah (Ayaat 62– 71): Day 40 سُوْرَۃُ البَقَرَۃ کی تفسیر

مرکزی خیال۔ اللہ کے احکام سن کر مختلف قوموں کے روّیے کیا ہوتے ہیں۔ پچھلے سبق میں ہم نے بنی اسرائیل کے روّیوں کے بارے میں پڑھا۔ اُن کی ہسٹری پڑھی۔ یہود کے کچھ ردّ عمل دیکھے تھے۔ ایک یہ تھا کہ وہ حیلا سازی کرتے تھے۔ حیلہ سازی یہ ہے کہ سیدھے سادے حکم کو تاویلات کے ذریعے بدل دینا۔ یعنی کسی سے کہا جائے کہ پانی کا گلاس لاؤ تو وہ ایسی باتیں بنائے کہ اُسے پانی نہ لانا پڑے۔ دوسرا یہ کہ حجّت بازی کی جائے اور تیسرا فالتو سوال جواب کئے جائیں۔ کہ بہانے بنائیں اور سوال سوال پر کئے جائیں۔

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ ھَادُوْا وَالنَّصٰرٰى وَالصّٰبِـِٕيْنَ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَھُمْ اَجْرُھُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا ھُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿٦٢﴾

جو لوگ مسلمان ہیں یا یہودی یا عیسائی یا ستارہ پرست، (یعنی کوئی شخص کسی قوم و مذہب کا ہو) جو خدا اور روز قیامت پر ایمان لائے گا، اور نیک عمل کرے گا، تو ایسے لوگوں کو ان (کے اعمال) کا صلہ خدا کے ہاں ملے گا اور (قیامت کے دن) ان کو نہ کسی طرح کا خوف ہوگا اور نہ وہ غم ناک ہوں گے۔

اِنَّ شدت کے لئے ہے کہ ایسا ضرور ہو گا۔ بے شک۔ ایمان لانے والا۔ دل اور جان سے تسلیم کرنا۔ نبی پاکؐ کی لائی ہوئی شریعت پر ایمان لانے والے۔ وہ پیغام جو نبی پاکؐ اللہ کی طرف سے لے کر آئے۔ وہ پاک لوگ جو رسولؐ اللہ پر ایمان لائے۔ یہ پیغام سورج سے بھی زیادہ روشن تھا۔

یہ دین نبی پاکؐ کے زمانے میں بھی سچّا تھا اور آج بھی لوگوں کو پتا ہے کہ یہی دین اللہ کی طرف سے ہے۔ مکّہ والے نبی پاکؐ کو صادق اور امین کہتے تھے۔ نبی پاکؐ نے مکّہ والوں سے فرمایا تھا؛

اِنِّىْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ ﴿١٢٥﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ﴿١٢٦﴾ سورۃ الشعرا

میں تو تمہارا امانت دار پیغمبر ہوں ﴿۱۲۵﴾ تو خدا سے ڈرو اور میرا کہا مانو ﴿۱۲۶﴾

یہاں یہ بات نوٹ کریں کہ ڈر صرف اللہ کا ہونا چاہئے۔ اطاعت رسولؐ کی، طریقہ رسولؐ کا اور قبولیت اللہ کی ہو گی۔ رسولؐ ہمارے لئے ایک رول ماڈل تھے۔

مثال دیکھیں کہ جیسے مٹی سے اینٹ بناتے ہیں تو ایک سانچے میں گیلی مٹّی ڈالی جاتی ہے اور ہر اینٹ اُسی سائز اور شیپ کی ہو گی۔ اگر اُس اینٹ جیسی نہیں ہو گی تو وہ ناکارہ ہو جاتی ہے اور پھینک دی جاتی ہے۔

اب اگر تو رسولؐ کی پیروی کی جائے گی، سُنّت کی اطاعت ہو گی تو اعمال قبول ہونگے ورنہ نہیں۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ ...سورۃ احزاب۔ آیت 21

تم کو پیغمبر خدا کی پیروی (کرنی) بہتر ہے۔۔رسول کی ذات بہترین نمونہ ہے۔

پہلا گروہ تو وہ ہے جو اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں۔ رسولؐ کے طریقوں پر عمل کرتے ہیں۔

دوسرا وہ جو یہود بن گئے۔ یہ نام انہوں نے خود کو دیا تھا۔ اللہ نے یہ نام ان کو نہیں دیا۔ جیسے آج کچھ لوگ وہابی، سُنّی، حنفی بن گئے ہیں۔ یہود فرقہ وارانہ نام ہے۔ یہود اپنے آپ کو حضرت یعقوبؑ کے بڑے بیٹے یہودا کی نسبت سے یہود کہتے تھے۔ اور کچھ لوگ کہتے تھے کہ وہ توبہ کر کے لوٹ آئے ہیں اس لئے وہ یہود ہیں۔ اور کچھ لوگوں نے موسیٰؑ کے بعد بدعات شروع کر دیں۔ اپنی مرضی کا دین بنالیا اور وہ بھی اپنے آپ کو یہود کہتے ہیں۔

تیسرا گروہ۔ نصرانی۔ عیسیٰؑ بیت اللحم کے پاس ایک گاؤں ناصرہ میں پیدا ہوئے اس لئے کچھ لوگ اپنے آپ کو نصرانی کہتے تھے۔

اور جن لوگوں نے عیسیٰؑ کی مدد کی تھی اُس نسبت سے اپنے آپ کو نصرانی کہتے تھے۔ آلِ عمران

قَالَ مَنۡ اَنۡصَارِىۡۤ اِلَى اللّٰهِ‌ؕ قَالَ الۡحَـوَارِيُّوۡنَ نَحۡنُ اَنۡصَارُ اللّٰهِ‌ۚ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ‌ۚ وَاشۡهَدۡ بِاَنَّا مُسۡلِمُوۡنَ ﴿۵۲﴾ تو (عیسیٰؑ) کہنے لگے کہ کوئی ہے جو خدا کا طرف دار اور میرا مددگار ہو حواری بولے کہ ہم خدا کے (طرفدار اور آپ کے) مددگار ہیں ہم خدا پر ایمان لائے اور آپ گواہ رہیں کہ ہم فرمانبردار ہیں ﴿۵۲﴾

عیسیٰؑ کے زمانے میں اُن کے پیروکار اپنے آپ کو مسلمان کہتے تھے۔

ہر دور میں اللہ کے نبیؐ کو ماننے والے مسلمان ہی تھے۔

اِنَّ الدِّيۡنَ عِنۡدَ اللّٰهِ الۡاِسۡلَامُ، سُوۡرَةُ آل عِمۡرَان

دین تو خدا کے نزدیک اسلام ہے ۔ آیت 19

رسول ؐاللہ کے زمانے میں لوگ مسلمان ہی تھے بعد میں اپنی مرضی کے نام رکھ لئے۔ لوگ بریلوی، دیوبندی، سُنّی اور وہابی بن گئے۔

صابی۔ اپنے دین کو چھوڑنے والا۔ جب نیا نیا اسلام آیا تھا تو جو لوگ اسلام قبول کرتے

مشرکینِ مکّہ ان کو صابی کہتے۔ یعنی باپ دادا کا مذہب چھوڑنے والا۔ عام طور پر بے دین لوگوں کو صابی کہتے تھے۔ وہابی بھی کوئی نام نہیں ہے۔

سچّا دین اسلام ہی ہے اور اس کے پیروکار مسلمان ہیں۔

یہاں یہ بھی دیکھیں کہ کتابوں میں آیا ہے کہ صابی اُس زمانے کا کوئی بڑا مذہب تھا، یا تو مشرک یا پھر آتش پرست یا سورج یا فرشتوں کی پوجا کرنے والے۔

کیونکہ اس کا نام باقی تین بڑے مذاہب کے ساتھ آیا ہے۔

خاص نوٹ کرنے والی بات یہ ہے کہ کامیابی کی تین شرطیں ہیں۔ ایمان لانا(کلمہ شہادت) آخرت پر یقین۔ نیک اعمال۔ پھر ہی اجر ملے گا، پھر نہ کوئی خوف ہو گا نہ کوئی غم۔

یہود کا مین تھیم یہ تھا کہ وہ اپنے آپ پر فخر کرتے تھے کہ ہم یہود نبیوں کی اولاد ہیں۔ ہمارا یہودی کہلا دینا ہی کافی ہے، ہم اللہ کے چہیتے ہیں۔ ہماری بخشش ہو جائے گی۔

عیسائی کہتے تھے کہ ہم اللہ کے بیٹے کے ماننے والے ہیں۔ ہمارے گناہوں کی بخشش کے لئے عیسیٰؑ سولی پر چڑھ گئے تھے۔

کیا ہم مسلمان بھی ایسا کچھ کہتے ہیں؟ کہ ہم کلمہ گو ہیں ہم بخشے جائیں گے؟ چاہے ہم سود کھائیں یا شراب پیئیں۔ اگر مسلمان ہیں تو بخشش ہو جائے گی؟

اِس آیت نے ہماری آنکیں کھول دی ہیں۔ کہ خوش فہمی سے نکلو۔ اس کی باریکی اور جزئیات کو سمجھیں۔ کیا ہم گندم کے دانے ویسے ہی چبا / کھا لیتے ہیں؟

گندم کئی مراحل سے گزرے گی پھر روٹی پکے گی اور ہم کھائیں گے۔ اسلام کا صرف نام لینے سے بخشش نہیں ہو گی۔ محنت کرنی پڑے گی۔ عملِ صالح کرنے پڑیں گے پھر بخشش ہو گی۔

یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس آیت میں نبیؐ پر ایمان کا ذکر نہیں ہے؟

عمل صالح کی پہلی شرط ہے کہ خالص اللہ کے لئے کیا جائے۔ یعنی نیت صحیح ہو، خالص ہو۔ اللہ سے ہی قبولیت کی اُمید رکھی جائے

عمل صالح کی دوسری شرط ہے کہ سُنّتِ رسولؐ کے مطابق ہو۔ طریقہ نبی پاکؐ والا ہو۔ کوئی جتنے مرضی روزے رکھ لے نمازیں پڑھ لے اگر طریقہ نبیؐ والا نہیں تو قبول نہیں ہیں۔

اس لئے نبیؐ پاک پر ایمان لائے بغیر ایمان مکمل نہیں ہوتا۔

اس لئے بعض لوگ جو یہ کہتے ہیں کہ یہود و نصاریٰ بھی بہت نیک عمل کرتے ہیں وہ جنّت میں کیوں نہیں جائیں گے تو اُن کے لئے یہ ایک دلیل ہے کہ جب تک وہ نبی پاکؐ پر ایمان نہیں لائیں گے تو وہ عملِ صالح نہیں ہیں۔

مسلمؒ کی ایک حدیث کا خلاصہ یہ ہے کہ رسول پاکؐ سے پہلے اعمالِ صالح کرنے والے یہود و نصاریٰ جنّت میں جائیں گے اور نبی پاکؐ کے آنے کے بعد جس نے نبی پاکؐ کے بارے میں سُنا اور اُن پر ایمان نہ لایا وہ جنّت میں نہیں جائے گا۔

رسولؐ اللہ کے مبعوث ہونے کے بعد اُنؐ پر ایمان لانا لازم ہے۔

(نور القرآن کی سبیل الجنّہ کورس کتاب میں پارہ ایک سے پارہ پانچ تک کی تمام متعلقہ بخاریؒ کی احادیث دی گئی ہیں)

ہر نبیؑ نے رسول پاکؐ کی بعثت کے بارے میں بشارت دی تھی۔

اب لوگوں نے یہ کہنا شروع کر دیا ہے کہ بس نیک کام کرو تو جنّت میں جاؤ گے نبیؐ پر ایمان لانا ضروری نہیں ہے۔ وحدتِ ادیان کا تصوّر دیا جا رہا ہے

گرجا، مندر مسجد اکٹھو ہوگا۔

یعنی سب ایک ہی ہیں اکبر بادشاہ کے زمانے میں بھی دینِ الٰہی بنایا گیا تھا۔ اُس کی تاویل یہ دی گئی تھی کہ اب نبی پاکؐ کو گئے ہوئے ہزار سال ہو گئے ہیں اب نیا دین بنایا جائے۔ بادشاہ اکبر کو خدا کا درجہ دے دیا گیا تھا۔ مسلمانوں پر یہ بُرا وقت مغلیہ دور میں آیا تھا۔ جب اکبر بادشاہ نے نمازیں معاف کر دیں۔ شراب جائز کر دی۔ یعنی ہندو سے مسلمان ہو جاؤ اور پھر جو مرضی کرو بخشش ہو جائے گی۔

اپنی طرف سے پوری دنیا کو امن اور پیار کا پیغام دیا جا رہا ہے۔ کہ کسی مذہب کو برا نہ کہو۔ یہ بھی مان لو وہ بھی جائز ہے۔ اپنی نوجوان نسل کو اس فتنے سے بچائیں۔

جنّت میرا یا آپ کا گھر نہیں ہے جس کا گھر ہے وہ فیصلہ کرے گا وہ کس کو جنّت میں لے کر جائے گا۔ اپنی خوش فہمی سے نکل آئیں اور نیک اعمال کریں۔ تب ہی اللہ کی رحمتیں ہم پر آئیں گی۔

رحمتیں ہیں تیری اغیار کے کاشانوں پر ۔ برق گرتی ہے تو بے چارے مسلمانوں پر

ہم آج اپنا حال دیکھیں اور پھر فیصلہ کریں کہ ہم کیسے کام کر رہے ہیں۔ کیا مسلمان امن و سکون میں ہیں؟ ہمارے اعمال صالح نہیں ہیں۔ اَصل بات یہ ہے کہ پیروی نبیؐ کی کرنی ہے۔

ہمیں تو یہ بھی سنّت سے ہی پتا چلتا ہے کہ اللہ کون ہے۔ اللہ نورالسمٰوٰتِ وَالارض ہے۔

ہمیں نبی پاکؐ نے بتایا کہ قُل ھو اللہ ھو احد۔ صرف نماز روزہ ہی نہیں زندگی گزارنے کا طریقہ ہمیں سنّت سے پتا چلا۔ اسلام ایک عالمگیر مذہب ہے۔

منفعت ایک ہے اس قوم کی نقصان بھی ایک ایک ہی سب کا نبی، دین بھی ایمان بھی ایک
حرم پاک بھی، اللہ بھی، قرآن بھی ایک کچھ بڑی بات تھی جو ہوتے مسلمان بھی ایک

توہمارا مشن ہونا چاہئے کہ ہم سب اکٹھے ہو جائیں۔ یہ فرقے ہمیں جونک کی طرح چمٹے ہوئے ہیں۔ ہمارا خون چوس رہے ہیں۔ ہماری اُمت بکھر رہی ہے۔

فرقہ بندی ہے کہیں اور کہیں ذاتیں ہیں کیا زمانے میں پنپنے کی یہی باتیں ہیں

انشااللہ جس دن ہم متحد ہو گئے، اللہ کی رحمتیں ہمارا ساتھ دینگی۔ اس کا واحد طریقہ یہ ہے کہ ہم اللہ کی کتاب اور سنّت کے ساتھ جڑ جائیں۔ ہمارے تمام فیصلے کتاب و سنّت کے مطابق ہونگے۔

وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّوْرَ ؕ خُذُوْا مَآ اٰتَيْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ وَّاذْكُرُوْا مَا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿٦٣﴾ ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ ۚ فَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ لَكُنْتُمْ مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿٦٤﴾

اور جب ہم نے تم سے عہد (کر) لیا اور کوہِ طُور کو تم پر اٹھا کھڑا کیا (اور حکم دیا) کہ جو کتاب ہم نے تم کو دی ہے، اس کو زور سے پکڑے رہو، اور جو اس میں (لکھا) ہے، اسے یاد رکھو، تاکہ (عذاب سے) محفوظ رہو ﴿٦٣﴾ تو تم اس کے بعد (عہد سے) پھر گئے اور اگر تم پر خدا کا فضل اور اس کی مہربانی نہ ہوتی تو تم خسارے میں پڑے گئے ہوتے۔

کوہِ طور پہار کو اُٹھا کر اِن کے سروں پر کھڑا کر دیا گیا تھا۔ کہ اللہ کی طاقت اور قوّت دیکھ لیں۔ یہود ڈر گئے توبہ کی اور پھر اِن کی بخشش ہو گئی۔ ان سے کہا گیا تھا کہ تورات کو مضبوطی سے پکڑو یعنی اس میں غور و فکر کرو۔ تدبّر کرو تا کہ تم متّقی بن جاؤ۔

جب طور پہاڑ ان کے اوپر معلق ہو گیا تھا تو یہ سب سجدے میں گر گئے تھے۔ آج بھی یہود رفع عذاب کا سجدہ کرتے ہیں جس میں یہ تھوڑا سا اوپر دیکھتے ہیں اور سجدے میں رہتے ہیں۔ سو کتاب کو پکڑنا کیا ہے کہ اس پر عمل کیا جائے۔ ہر حال میں ہر صورت۔ ہر عمر میں بیمار ہیں یا صحت مند، جوان ہیں یا بوڑھے، مشرق میں ہیں یا مغرب میں۔

کیا ہم نے اللہ کی کتاب قران کو مضبوطی سے پکڑا ہُوا ہے؟ کہ اگر غلطی سے گر جائے تو اتنے وزن جتنا آٹا کسی غریب کو دے دو۔ اس میں اشارہ ہے کہ کہ کسی مشکل میں نہ چھوڑو۔ ہمارا مسئلہ تو یہ ہے کہ کتاب ہاتھ میں ہوتی ہی نہیں۔ خود کہیں جانا ہو تو آسان ہے۔

قرآن تو زندگی سے ایسے نکلتا ہے جیسے سرکش اونٹ رسّی توڑ کر بھاگ جاتا ہے۔

طاقوں میں سجایا جاتا ہوں، آنکھوں سے لگایا جاتا ہوں

تعویذ بنایا جاتا ہوں، دھو دھو کے پلایا جاتا ہوں۔۔۔۔ پڑھ پڑھ کے سنایا جاتا ہوں

نیّت کریں کہ ہر حال میں قران کے ساتھ جُڑ کر رہنا ہے۔ اس پر غور و فکر کریں۔ اذکرو۔ معنی حمد۔ تسبیح۔ دل میں یاد کریں۔ سمجھنا۔ فہم حاصل کرنا، زمر 27

وَلَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ لَّعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۲۷﴾ اور ہم نے لوگوں کے (سمجھانے کے) لئے اس قرآن میں ہر طرح کی مثالیں بیان کی ہیں تا کہ وہ نصیحت پکڑیں

امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ اس کی مثال اس طرح ہے کہ ایک باغ کے مالک نے اپنے غلاموں کو لکھ کر دیا کہ اس طرح کام کرنا اور اس طرح میرے باغ میں کام کرنا۔ اب کچھ لوگو ں نے تو اُن احکام کا سجا سنوار کر کہیں اونچی جگہ سنبھال کر رکھ دیا۔ کہ عزت کی چیز ہے کیونکہ اُن کے مالک کی ہے۔

لیکن دوسرے گروپ نے اُس کو پڑھا اور پھر اُس پر عمل کیا اور اُن احکامات کے مطابق باغ کی دیکھ بھال کی اور کامیاب ہوگئے۔ مالک اس گروپ سے خوش ہُوا اور ان کو انعام ملا۔

پہلے یہود کہتے تھے کہ کاش ہمارے پاس بھی کوئی کتاب ہوتی تو ہم اُس پر عمل کرتے لیکن جب کتاب مل گئی تو وعدہ پورا نہ کیا۔

وَإِذْ نَتَقْنَا الْجَبَلَ فَوْقَهُمْ كَأَنَّهُ ظُلَّةٌ وَظَنُّوا أَنَّهُ وَاقِعٌ بِهِمْ خُذُوا مَا آتَيْنَاكُمْ بِقُوَّةٍ وَاذْكُرُوا مَا فِيهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ﴿۱۷۱﴾ اور جب ہم نے ان (کے سروں) پر پہاڑ اٹھا کھڑا کیا گویا وہ سائبان تھا اور انہوں نے خیال کیا کہ وہ ان پر گرتا ہے تو (ہم نے کہا کہ) جو ہم نے تمہیں دیا ہے اسے زور سے پکڑے رہو۔ اور جو اس میں لکھا ہے اس پر عمل کرو تاکہ بچ جاؤ۔ سورۃ الاعراف

کچھ عرصہ ٹھیک رہے پھر دنیا کے فائدے کے لئے پلٹ گئے۔ نعمتوں کے تقاضے پورے نہ کئے۔

اگر اللہ کا فضل اور رحمت نہ ہوتی تو اللہ ان کو فوراً ان کی خرمستیوں پر پکڑ لیتا۔ اور یہ نقصان پا جانے والے ہوتے۔

اللہ نے ہر بندے کی روح سے وعدہ لیا تھا کہ اللہ کو اپنا ربّ مانیں گے۔

جب ہم کلمہ پڑھتے ہیں تو اُسی وعدے کی تجدید کرتے ہیں۔ اِسی طرح جب ہم نے پاکستان بنایا تھا تو کہا تھا کہ یہ ارضِ پاک ہو گی۔ اللہ کی زمین پر اللہ کا قانون نافذ ہو گا۔ 65 سال گزرنے کے باوجود ہم اس کو اسلامی جمہوریہ پاکستان نہ بنا سکے۔ ہمیں فکر کی ضرورت ہے۔

کورس کا تھیم۔۔۔ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ۔ خود کو بدلنے کا شوق

وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ الَّذِيْنَ اعْتَدَوْا مِنْكُمْ فِي السَّبْتِ فَقُلْنَا لَهُمْ كُوْنُوْا قِرَدَةً خَاسِئِيْنَ ﴿٦٥﴾ فَجَعَلْنٰهَا نَكَالًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهَا وَمَا خَلْفَهَا وَمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿٦٦﴾ اور تم ان لوگوں کو خوب جانتے ہوں، جو تم میں سے ہفتے کے دن (مچھلی کا شکار کرنے) میں حد سے تجاوز کر گئے تھے، تو ہم نے ان سے کہا کہ ذلیل وخوار بندر ہو جاؤ﴿٦٥﴾ اور اس قصے کو اس وقت کے لوگوں کے لیے اور جو ان کے بعد آنے والے تھے عبرت اور پرہیز گاروں کے لیے نصیحت بنا دیا۔

حضرت داؤدؑ اور حضرت سلیمانؑ کے زمانے تک جمعے کو چھٹی ہوتی تھی۔ جمعہ مقدس دن تھا۔ لوگ آرام کرتے۔ پھر یہود نے ہفتے کا دن خود مانگا۔ ان کے لئے لازم ہو گیا کہ 24 گھنٹے ان کے لئے مقدس ہونگے اور یہ کوئی کاروبار نہیں کرینگے۔ نصارٰی نے اتوار کا دن مانگا۔

اصل عبادت کا دن جمعہ ہی ہے۔

بنیاد پرست یہود آج بھی ہفتے کو کوئی کام نہیں کرتے بلکہ اپنی لائٹس بھی جمعے کی رات کو ہی جلا لیتے ہیں۔

اب ہُوا یہ کہ یہود کی ایک بستی جو پانی کے کنارے پر رہتے تھے۔ اور ماہی گیر تھے۔ ہفتے کا دن اُن کو چھٹی کا دن تھا۔ وہ ہفتے کو مچھلیاں نہیں پکڑ سکتے تھے۔ لیکن انہوں نے چالاکی کی۔ اللہ کے حکم کو بدل

دیا۔ اور جمعے کی رات کو گڑھے کھود کر اُن میں جال ڈال دیتے، پانی کے ساتھ مچھلیاں گڑھوں میں آ جاتیں اور جال میں پھنس جاتیں اور وہ اتوار کو نکال لیتے۔ اللہ کو اُن پر بہت غصہ آیا۔ وہ سب بندر بن گئے۔ شکلیں بندروں جیسی تھیں اور عقل سے انسان ہی تھے۔ شکلوں میں مشابہت بھی اُن کی اصل شکل والی ہی تھی۔ یہ اللہ کے حکم کو بدلنے کی سزا تھی۔ ان میں بھی تین گروہ تھے، ایک جنہوں نے یہ کام کیا، دوسرا جنہوں نے ان کو منع کیا اور تیسرا جو چپ کر کے بیٹھے دیکھتے رہے کہ ہمیں کیا۔ پہلے اور تیسرے گروہ کو سزا ملی۔ اس لئے چپ کر کے نہیں بیٹھنا چاہئے۔ امر بالمعروف اور نھی عن المنکر لازم ہے۔

ان پر یہ عذاب تین دن تک رہا اور پھر یہ سب ختم ہو گئے۔ (حدیث)

کیا آج جو بندر ہم دیکھتے ہیں یہ وہی ہیں یا اُن کی نسل ہیں تو اس کا جواب ہے نہیں۔ ایک حدیث کا خلاصہ ہے کہ کسی بھی قوم پر عذاب تین دن سے زیادہ نہیں رہتا۔ انسانوں اور جانوروں میں یہی ایک فرق ہے۔ جانور کھاتے ہیں، سوتے ہیں اور اپنی نسل بڑھاتے ہیں۔

انسان غور و فکر کرتے ہیں اعمالِ صالح کرتے ہیں۔

لَقَدۡ خَلَقۡنَا الۡاِنۡسَانَ فِیۡۤ اَحۡسَنِ تَقۡوِیۡمٍ ﴿۴﴾ ثُمَّ رَدَدۡنٰهُ اَسۡفَلَ سٰفِلِیۡنَ ﴿۵﴾ کہ ہم نے انسان کو بہت اچھی صورت میں پیدا کیا ہے ﴿۴﴾ پھر (رفتہ رفتہ) اس (کی حالت) کو (بدل کر) پست سے پست کر دیا ﴿۵﴾

ہمیں اشرف المخلوقات بنایا گیا ہے۔ ہمیں اپنے اعمال سے ثابت کرنا ہے کہ ہم اللہ کے مطیع اور فرمانبردار ہیں۔